مسائل میراث حل کرنے کے قدیم اور جدید حسابی طریقوں کا تقابلی جائزہ

A comparative study of the ancient and modren arithmetic principles for the solution of inheritance problems

ڈاکٹر سہیل انور*

ڈاکٹر محمد ایاز**

Abstract:

Inheritance is a key issue in the Islamic Knowledge base. Its importance has been clarified in Qur'an and Sunnah. The Holy Prophet Muhammad (ﷺ) has referred to it as half of the knowledge and has ordered of seeking inheritance and warned that this will be eliminated first from my Ummah, and also notified that this is volatile nature of knowledge which get lost after memorization if not fully cared and practiced. In the light of above mentioned Hadīths it is worth consideration to make knowledge of Inheritance practicable in everyday life. A reason could be that the arithmetic means used for the solution of Inheritance problems is complicated and time consuming. There it is important to introduce such easy and short arithmetic rules for the solution of Inheritance problem that are easily understandable by both the scholars as well as the common man. This will result in making Inheritance easy to handle and hence will become practicable. In a hadith it is stated that near the day of judgement there will be a conflict between two persons in an Inheritance issue and they will not find a scholar to resolve their problem. In this Article an Introduction and comparison of old and new easy arithmetic principles are made in scholarly manner to introduce new easy methods and draw the attention of the people to such a valuable knowledge and relieve the Phobia of the people regarding it.

* لیکچرر، ڈیپارٹمنٹ آف اسلامک سٹڈیز، عبدالولی خان یونیورسٹی مردان۔

** اسسٹنٹ پروفیسر، شعبہ اسلامک تھیالوجی، اسلامیہ کالج پشاور۔

Key words: Inheritance, Arithmetic rules, Inheritance problems, Awl, Rad.

بلاشبہ دینِ اسلام ایک کامل و مکمل اور اللہ تعالیٰ کا پسندیدہ دین ہے جس میں ایمانیات و عقائد کی بھی تفصیل ہے۔ جانی، مالی اور زبانی عبادات، معاشرت، معاملات اور قضاء وسیاست سے متعلق بھی تفصیلات موجود ہیں۔ یہ دین جہاں اور دیگر احکام میں ہمیں کسی اور کے رحم و کرم پر نہیں چھوڑتا، وہاں ترکہ و میراث کی مستحقین میں تقسیم سے متعلق بھی حصص خود مقرر کرتا ہے، بلکہ میراث سے متعلق علم کو ایک الگ علم (علم الفرائض) سے تعبیر کرتے ہیں۔ زیر نظر مقالہ میں میراث سے متعلق مسائل کے حل کے قدیم وجدید حسابی طریقوں سے بحث کی جاتی ہے۔ جس کے پڑھنے سے یہ بات سامنے آتی ہے کہ دونوں طریقوں سے یکساں نتیجہ اخذ ہوتا ہے اور قاری کے لئے یہ فیصلہ کرنا آسان ہو جاتا ہے کہ اصل مقصد کے حصول کے لئے مختلف غیر منصوص ذرائع میں سے اسہل اور آسان تر طریقے کو ترجیح دینا وقت کا تقاضا اور عین عقل مندی ہے۔

قرآن نے ورثاء کے حصص بیان کرکے مستحقین تک ان کے حصص پہنچانے کی اہمیت کو واضح فرمایا۔ سورۃ النساء کی آیات میں مکمل اسلامی قانون وراثت کو سمو دیا گیا ہے۔ قرآن کے اعجاز کو دیکھ کر انسان دنگ رہ جاتا ہے کہ چند آیات نے اسلام کے قانون وراثت کو جامع انداز میں بیان کیا اور قیامت تک پیش آنے والے بے شمار مسائل کا حل ان معدود آیات ہی سے ملے گی جب کہ سنت رسول اللہ ﷺ سے ان کی وضاحت میں مدد ملے گی۔ ان آیات میں اللہ تعالیٰ نے چند قواعد بھی بیان فرمائے ہیں مثلاً:

يُوصِيكُمُ اللَّهُ فِي أَوْلَادِكُمْ لِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْأُنْثَيَيْنِ [1]

اسی طرح اخیافی بھائی بہنوں کے بارے میں ایک قاعدہ ہے:

فَإِنْ كَانُوا أَكْثَرَ مِنْ ذَلِكَ فَهُمْ شُرَكَاءُ فِي الثُّلُثِ [2]۔

پہلی آیت میں نسبت تناسب کا ذکر ہے کہ اولاد کی میراث میں سے لڑکے اور لڑکی کے میراث کی نسبت ۱:۲ ہوگی۔ دوسری آیت میں اخیافی بھائی بہنوں کی بابت یہ تناسب ۱:۱ ہوگی یا اس کو ہم مساوات کے اصول کہہ سکتے ہیں۔ اسی طرح مِنْ بَعْدِ وَصِيَّةٍ يُوصِي بِهَا أَوْ دَيْنٍ [3]۔

اس آیت سے یہ امر مستفاد ہوتی ہے کہ تقسیم میراث قرض اور وصیت کو منہا کرنے کے بعد مابقیہ میں سے ہوگی۔ حدیث میں وصیت کو ثلث تک محدود کر دیا گیا ہے تو ترکہ کا ثلث معلوم کرنا بھی یہاں سے ثابت ہوا۔ اگر میت پر کوئی قرض نہ ہو تو مابقے دو ثلث ورثاء کے حصص ہیں۔ ورثاء میں بھی پھر قوی تر، قوی اور کمزور ورثاء ان آیات سے مستفاد ہوتے ہیں۔ حاجب اور محجوب [4] بھی ان آیات نے اشارۃً بیان کئے ہیں۔ بعض ورثاء کے

حصص متعین طور پر ذکر فرمائے کہ ان کو آدھا، چوتھائی، آٹھواں وغیرہ ملے گا ان ورثاء کو میراث کی اصطلاح میں اصحاب الفرائض کہتے ہیں۔ چنانچہ علامہ محمد بن محمد بن عبدالرشید رقمطراز ہیں:

"وھم اللذین لھم سھام مقدرة فی کتاب الله تعالیٰ"[5] ترجمہ: "ذوی الفروض وہ رشتہ دار ہیں جن کے حصے قرآن میں مقررہ ہیں"

قرآن میں ایک انداز یہ بھی ہے کہ کسی وارث کا حصہ متعین طور پر ذکر کرکے چند دیگر کی حصص سے تعرض نہیں فرمایا اس صورت میں جس وارث کا حصہ متعین طور پر ذکر نہیں کیا ان کو اصحاب الفرائض سے بچا ہوا مال ملے گا ان کو میراث کی اصطلاح میں عصبات کہتے ہیں۔ عصبات کی فنی تعریف علامہ موصوف نے اس طرح کیا ہے:

"والعصبة کل من یاءخذ ماابقته اصحاب الفرائض وعندالانفراد یحرزجمیع المال"[6]

ترجمہ "عصبہ ہر وہ رشتہ دار ہے جو اصحاب الفرائض سے باقی ماندہ میراث لیتے ہیں اور اصحاب الفرائض کی عدم موجودگی میں تمام مال کو سمیٹ لیتے ہیں۔"

مثلاً اللہ تعالیٰ نے قرآن میں والدین کے حصص بیان کرنے میں دو انداز اپنائے ایک دفعہ ماں اور باپ دونوں کا حصہ ذکر کیا:

وَلِأَبَوَيْهِ لِكُلِّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا السُّدُسُ مِمَّا تَرَكَ إِنْ كَانَ لَهُ وَلَدٌ[7]۔

اور دوسری دفعہ ماں کا حصہ بیان کرکے والد کے حصہ سے سکوت فرمائی:

فَإِنْ لَمْ يَكُنْ لَهُ وَلَدٌ وَوَرِثَهُ أَبَوَاهُ فَلِأُمِّهِ الثُّلُثُ [8]

اس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ اس دوسری صورت میں ماں کا حصہ نکال کر باقی باپ کو ملے گا۔ چونکہ ماں کا حصہ تہائی متعین کیا اس لئے باقی دو تہائی باپ کا حصہ ہوگا اس لئے ان آیات ہی سے رشتہ داروں کی میراث کے استحقاق کی بابت تقسیم خود بخود معلوم ہوئی۔ علاوہ ازیں ان آیات قرآنیہ میں اللہ تعالیٰ نے چھ اعداد کا تذکرہ ورثاء کے حصص کے طور پر کیا ہے۔ یہ چھ اعداد درج ذیل ہیں۔

۱۔ نصف (آدھا)۔ اس کا تذکرہ قرآن میں درج ذیل مقامات میں آیا ہے۔

۱۔ وَلَكُمْ نِصْفُ مَا تَرَكَ أَزْوَاجُكُمْ إِنْ لَمْ يَكُنْ لَهُنَّ وَلَدٌ[9]

۲۔ وَإِنْ كَانَتْ وَاحِدَةً فَلَهَا النِّصْفُ۔[10]

۳۔ يَسْتَفْتُونَكَ قُلِ اللَّهُ يُفْتِيكُمْ فِي الْكَلَالَةِ إِنِ امْرُؤٌ هَلَكَ لَيْسَ لَهُ وَلَدٌ وَلَهُ أُخْتٌ فَلَهَا نِصْفُ مَا تَرَكَ [11]

۲۔ ربع (چوتھائی)۔ اس کا تذکرہ قرآن میں دو دفعہ آیا ہے۔

۱۔ فَإِنْ كَانَ لَهُنَّ وَلَدٌ فَلَكُمُ الرُّبُعُ مِمَّا تَرَكْنَ۔[۱۲]

۲۔ وَلَهُنَّ الرُّبُعُ مِمَّا تَرَكْتُمْ إِنْ لَمْ يَكُنْ لَكُمْ وَلَدٌ۔[۱۳]

۳۔ ثمن (آٹھواں)۔اس کا تذکرہ قرآن میں صرف ایک دفعہ آیا ہے۔

۱۔ فَإِنْ كَانَ لَكُمْ وَلَدٌ فَلَهُنَّ الثُّمُنُ مِمَّا تَرَكْتُمْ۔[۱۴]

۴۔ سدس (چھٹا)۔اس کا تذکرہ قرآن میں ذیل کی آیات میں آیا ہے۔

ا وَلِأَبَوَيْهِ لِكُلِّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا السُّدُسُ مِمَّا تَرَكَ إِنْ كَانَ لَهُ وَلَدٌ [۱۵]

۲۔ فَإِنْ كَانَ لَهُ إِخْوَةٌ فَلِأُمِّهِ السُّدُسُ[۱۶]

۳۔ وَإِنْ كَانَ رَجُلٌ يُورَثُ كَلَالَةً أَوِ امْرَأَةٌ وَلَهُ أَخٌ أَوْ أُخْتٌ فَلِكُلِّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا السُّدُسُ[۱۷]

۵۔ ثلثان (دو تہائی)۔اس کا ذکر ذیل کی آیات میں آیا ہے۔

ا۔ فَإِنْ كُنَّ نِسَاءً فَوْقَ اثْنَتَيْنِ فَلَهُنَّ ثُلُثَا مَا تَرَكَ[۱۸]

۲۔ فَإِنْ كَانَتَا اثْنَتَيْنِ فَلَهُمَا الثُّلُثَانِ[۱۹]

۶۔ ثلث (تہائی)۔اس کا تذکرہ ان آیات میں آیا ہے۔

۱۔ فَإِنْ لَمْ يَكُنْ لَهُ وَلَدٌ وَوَرِثَهُ أَبَوَاهُ فَلِأُمِّهِ الثُّلُثُ[۲۰]

۲۔ فَإِنْ كَانُوا أَكْثَرَ مِنْ ذَلِكَ فَهُمْ شُرَكَاءُ فِي الثُّلُثِ[۲۱]

اب مشکلۃ البحث یہ ہے کہ ان اعداد کو کس مخرج سے نکالا جائے تا کہ قرآن کے ذکر کردہ حصص اسی مقدار میں مستحقین کو ملیں جس انداز سے قرآن نے ان کو ذکر کیا ہے مثلا اگر تین، چار یا پانچ عدد لیا جائے تو ان سے یہ سارے حصص پورے نہیں نکلتے اس لئے چند اصول و ضوابط کی ضرورت پڑتی ہے جن کے تحت ایسے عدد کو مخرج کے طور پر لیا جائے جس سے کسی خاص مسئلے کے تمام حصص بآسانی متعین کئے جاسکے۔اسی طرح بعض اوقات ورثاء کی ایک قسم مثلا بیٹیوں کی تعداد پر ان کے ملے ہوئے حصوں کو تقسیم کرنے سے برابر حصص نہیں ملتی بلکہ کسر آئے گی اس لئے مخرج کو اس انداز میں پھیلانے کی ضرورت ہوگی کہ اس سے یہ تمام حصص بآسانی متعین کیے جاسکے اس عمل کو میراث کی اصطلاح میں تصحیح سے موسوم کیا جاتا ہے۔ کسی مسئلہ میں یہ نوعیت بھی آجاتی ہے کہ موجود ورثاء میں قرآن کے ذکر کردہ طریق پر حصص دینے کے بعد مجموعہ حصص اس مجموعی مخرج سے بڑھ جاتے ہیں اور اس صورت میں پھر اس بڑھے ہوئے عدد سے ان ورثاء کو دئے گئے حصص قرآن کے ذکر کردہ حصص سے کچھ کم پڑتے ہیں اس کو میراث کی اصطلاح میں عول کہا جاتا ہے۔ صاحب سراجی تحریر فرماتے ہیں:

والعول ان یزادعلی المخرج شیئی من اجزاءه اذاضاق عن فرض [۲۲]۔

ترجمہ: "عول سے مراد یہ ہے کہ جب اجزاء میں سے کوئی چیز مخرج سے بڑھ جائے جب کہ مخرج حصوں پر تنگ ہو جائے۔"

مسئلہ منبریہ میں ایک خاتون نے اس قضیے کے بارے میں پوچھا تھا تو سیدنا علی رضی اللہ نے فرمایا تھا کہ بیوی کا آٹھواں حصہ عول کی وجہ سے نواں بن گیا۔

عَنِ الْحَارِثِ عَنْ عَلِيٍّ فِي ابْنَتَيْنِ وَأَبَوَيْنِ وَامْرَأَةٍ قَالَ صَارَ ثُمُنُهَا تُسُعًا [۲۳]

ترجمہ: "حارث سے روایت ہے وہ علی رضی اللہ عنہ سے دو بیٹیوں، ماں باپ اور بیوی کے مسئلے کے بارے میں نقل کرتے ہیں کہ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ بیوی کا آٹھواں حصہ عول کرکے نواں بن گیا۔"

بعض دفعہ اس کے برعکس صورت بھی پیش آتی ہے یعنی ورثاء کو قرآن کے نصوص کے مطابق حصے دئے جاتے ہیں پھر بھی مفروضہ مخرج میں کچھ حصص باقی رہ جاتے ہیں یہ حصص دوبارہ چند رشتہ داروں میں ان کے حصص کے تناسب سے تقسیم کرنے ہوتے ہیں اس عمل کو اصطلاح میراث میں رد کا نام دیا جاتا ہے۔ چنانچہ علامہ محمد بن محمد بن عبدالرشید لکھتے ہیں:

الرد ضد العول:مافضل عن فرض ذوی الفروض ولامستحق له یرد علی ذوی الفروض بقدر حقوقهم الا علی الزوجین وهوقول عامة الصحابة رضی الله عنهم [۲۴]۔

ترجمہ: "رد عول کی الٹ ہے، جب ذوی الفروض کو حصص دے کر کچھ اضافی ہو جائے اور ان اضافی حصص کے ورثاء میں سے کوئی مستحق موجود نہ ہو تو زوجین کے علاوہ ذوی الفروض کو ان کے حصص کے تناسب سے دوبارہ دیا جائے گا۔ یہ جمہور صحابہ کی رائے ہے۔"

اب کن اصول و قواعد پر مذکورہ بالا امور کو انجام دیا جائے تاکہ فلسفہ قرآن پر حرف نہ آئے اور مستحقین اپنے حق سے محروم ہو کر مظلوم بھی نہ ٹھہرے۔ اس کے لئے قدیم سے چلا آنے والا طریقہ تفصیلی طور پر سراجی نے بیان کیا ہے جو اب تک تمام مکاتب فکر میں رائج رہا ہے لیکن وہ طریقہ دقیق بھی ہے اور وقت طلب بھی۔ نیز ان اصول کو ہمہ وقت یاد رکھنا مشکل بھی ہے اس لئے بمصداق پیشنگوئی رسول اللہ ﷺ جب تمرین نہ ہو تو بھول جاتے ہیں مزید برآں دور حاضر میں افراد امت کی وہ یادداشتیں اور صلاحیتیں بھی نہیں رہی چونکہ یہ طریقہ مسائل کے حل کے لئے صرف ایک وسیلے اور آلے کی حیثیت رکھتا ہے اس لئے اگر ایسے جدید حسابی اصولوں کو متعارف کیا جائے جن سے یہی حصص بآسانی متعین ہو سکے اور اس میں وقت بھی کم لگے نیز یہ قواعد قابل حفظ بھی ہو جن سے خواص و عوام یکساں استفادہ کر سکے تو یہ اس علم ناپید کے احیاء کو مستلزم ہوگا اور حدیث کی تمثیل امر ہو کر اس علم کی تعلیم و تعلم کا سلسلہ جاری وساری ہو جائے گا اور کوئی یہ کہہ کر عذر کرنے کا مجاز نہ ہوگا کہ

یہ علم مشکل ہے اور میرے دسترس میں نہیں ہے۔اسی طرح جب ایک شرعی مسئلے کے حل کے لئے آسان اور مشکل دو طریق ہو سکتے ہو تو سہل کو اختیار کرنا حکماء کی نشانی ہے کیونکہ مقصود مسئلے کا حل ہے اس لئے ذیل میں سراجی کے طریقے کی توضیح کرکے چند جدید اور آسان طریقوں کا تعارف اور تقابل پیش کیا جائے گا۔

میراث کے مسائل کے حل میں حساب کو بنیادی طور پر چار مراحل میں استعمال کیا جاتا ہے۔اگرچہ بعض دیگر امور میں بھی اس کا استعمال ہے لیکن وہ استعمال انہی بنیادوں پر مبنی ہے وہ مراحل درج ذیل ہیں۔

۱۔ مسئلے کا مخرج متعین کرنے میں۔

۲۔ مسئلے کی تصحیح کرنے میں۔

۳۔ مسئلے میں اگر عول ہو تو اس کا حل نکالنے میں۔

۴۔ اگر مسئلے میں رد کی ضرورت ہو تو ورثاء پر حصص کو رد کرنے میں۔

اس لئے ان چار چیزوں کے اصول سب سے پہلے سراجی سے بیان کئے جائیں گے اور پھر معاصر طریقوں میں سے ان اصول کی وضاحت پیش کی جائے گی۔ ایک ہی صورت مسئلہ کو ان تمام طریقوں سے حل کرکے ایک تقابل بھی پیش کیا جائے گا کہ تمام طریقوں سے حل ایک جیسا نکلتا ہے البتہ کس طریق میں حل آسان فہم بھی ہے اور اس میں ضیاع وقت بھی نہیں ہے اور کس طریق میں دقت وضیاع وقت ہے۔

سراجی کے مطابق حصص کے مخارج بنانے کے اصول:

صاحب سراجی نے حصص کے مخارج بنانے کے لئے درج ذیل اصول بیان کئے ہیں اور یہی اصول تقریباً تمام فقہی کتابوں نے بھی استعمال کئے ہیں۔مصنف سراجیہ کے مطابق مخارج کو اختصاراً بیان کیا جاتا ہے۔قرآن میں چونکہ چھ حصوں کا تذکرہ ہے۔علامہ موصوف نے ان حصص کو دو قسموں میں منقسم کیا ہے۔پہلی قسم میں آدھا،چوتھائی آٹھواں حصہ ہے جب کہ دوسری قسم میں تہائی،دوتہائی اور چھٹا حصہ ہے۔ان دو قسموں میں تقسیم کرنے کی وجہ ان کے درمیان ایک خاص نسبت کا ہونا ہے کسی عدد کے آدھے کا آدھا اس عدد کی چوتھائی بنتا ہے اور کسی عدد کی چوتھائی کا آدھا اس عدد کا آٹھواں حصہ بنتا ہے اسی طرح کسی عدد کے دو تہائی حصے کا آدھا اس عدد کا ایک تہائی بنتا ہے اور اس عدد کے ایک تہائی کا آدھا اس عدد کا چھٹا حصہ بنتا ہے۔اس قسم کی نسبت کو تنصیف (آدھا کرنے) کا نام دیا جاتا ہے اسی طرح اس کا الٹ کرنے سے جو نسبت آتی ہے اس کو تضعیف (دگنا کرنا) کہا جاتا ہے۔یعنی کہ کسی عدد کے آٹھواں کا دگنا اس عدد کا چوتھائی اور چوتھائی کا دگنا اس عدد کا نصف بنتا ہے کسی عدد کے چھٹے حصے کا دگنا اس عدد کا تہائی بنتا ہے اور کسی عدد کا تہائی حصہ اس عدد کا دو تہائی حصہ بنتا ہے۔[۲۵] اس کے بعد مخارج کی بابت صاحب سراجی نے تین تقسیمیں کی ہیں۔

۱۔ کسی مسئلے میں صرف ایک حصہ ذکر ہونے کی صورت میں مخرج اس عدد ہی کا مخرج ہوگا۔مثلا ربع (چوتھائی) کا مخرج چار ہے، ثمن (آٹھواں) کا مخرج آٹھ ،ثلثان (دوتہائی) اور ثلث (تہائی) کا مخرج تین اور سدس کا مخرج چھ ہے۔البتہ نصف کا کوئی مخرج نہیں اس لئے اس کا مخرج دو قرار دیا جائے گا[۲۶]۔

۲۔ ایک ہی قسم میں سے دو یا تین حصوں کا آجانا: اس صورت میں چھوٹے عدد کا مخرج ہی ان سب کا مخرج ہوگا۔مثلا نصف اور ربع میں سے چھوٹا عدد ربع ہے لہٰذا دونوں کا مخرج چار ہوگا نصف کے ساتھ ثمن آجائے تو پھر چھوٹا عدد ثمن ہے لہٰذا ان کا مخرج آٹھ ہوگا۔اسی طرح دوسری قسم میں بھی کیا جائے گا[۲۷]۔

۳۔ ایک قسم سے بھی حصص آجائے اور دوسرے قسم سے بھی اس صورت میں تین قواعد ہیں۔

(الف) اگر پہلی قسم سے آدھا اور دوسری قسم سے ایک ،دو یا تینوں حصص آجائے تو ان سب کا مخرج چھ (۶) ہوگا[۲۸]۔

(ب) اگر پہلی قسم سے ربع اور دوسری قسم سے ایک یا زیادہ حصص آجائے تو ان کا مخرج بارہ (۱۲) ہوگا[۲۹]۔

(ج) اگر پہلی قسم سے ثمن اور دوسری قسم سے ایک یا زیادہ حصص آجائے تو ان کا مخرج چوبیس (۲۴) ہوگا[۳۰]۔

بحث: مذکورہ بالا قواعد پر نظر کیا جائے تو یہ ان اعداد کی ذواضعاف اقل ہے۔اس لئے اگر ان لمبی چوڑی قواعد کے بجائے ان تمام اعداد کی ذواضعاف اقل لی جائے اور اس کو مخرج مانا جائے تو معاملہ آسان بن جائے گا اور ان اصول کو یاد رکھنے کی ضرورت نہیں پڑے گی اسی ذواضعاف اقل والے طریقے کی تفصیل آگے پیش کی جائے گی۔

مولانا شوکت علی قاسمی کا طریقہ مخارج:

مولانا شوکت علی قاسمی نے اعشاری نظام کی مدد سے مخارج کا تعین کیا ہے۔اس کا حاصل یہ ہے کہ تمام حصص کے لئے مخرج ایک مانا جائے اور ایک (۱) ہی میں تمام ورثاء کے حصص متعین کئے جائے پھر فی صد یا زیادہ میں سے حصص متعین کرنا آسان ہوگا۔اعشاری نظام کا طریقہ یہ ہے کہ چھ حصص بائیں طرف سے حساب کی رو سے اس طریقے سے لکھے جاتے ہیں۔

آدھا 1/2, چوتھائی 1/4, آٹھواں 1/8, دوتہائی 2/3, تہائی 1/3, چھٹا 1/6

اس لئے ان تمام میں سے اوپر والے عدد کو نیچے والے عدد پر تقسیم کیا جائے تو اس سے ایک میں مذکورہ حصہ آجائے گا۔مثلا: آدھا سے (۰.۵)، چوتھائی سے (۰.۲۵)، آٹھواں سے (۰.۱۲۵)، دوتہائی سے (۰.۶۶۶۷)، تہائی سے (۰.۳۳۳۴)، چھٹا سے (۰.۱۶۶۷) آجائے گا۔ان کو ۱۰۰ میں ضرب دینے سے فی صد حصہ آجائے گا[۳۱]۔

بحث: مذکورہ طریقہ سراجی کے طریق سے آسان ہے البتہ اس کے لئے اعشاری نظام اور کیلکولیٹر کے استعمال کو سمجھنا ضروری ہے۔

سید شبیر احمد کاکاخیل کا دریافت کردہ طریقہ:

علامہ موصوف نے قرآن میں مذکور حصص کا مجموعی ذواضعاف اقل لیا ہے جو ۲۴ آتا ہے۔یہی ۲۴ ہی تمام حصص کے لئے مخرج ہوگا چاہے اکیلے آجائے یا متعدد[۳۲]۔

بحث: یہ مذکورہ بالا دونوں طریقوں سے زیادہ سہل اور قابل حفظ ہے۔۲۴ کا آدھا ۱۲، چوتھائی ۶، آٹھواں ۳، دوتہائی ۱۶، تہائی ۸ اور چھٹا ۴ ہیں۔

مولانا ثمیر الدین کے دریافت کردہ طریقے کے مطابق مخرج:

آپ نے چونکہ کیلکولیٹر کے ذریعے میراث کو چند منٹوں میں حل کرنے اور کروانے کی کوشش کی ہے اس لئے ہر مسئلے کے لئے مخرج سو ۱۰۰ مقرر کیا ہے اس کو ہم فی صدی نظام حساب کہہ سکتے ہیں۔سو ۱۰۰ میں سے آدھا ۵۰ چوتھائی ۲۵، آٹھواں ۵۔۱۲، چھٹا ۶۶۔۱۶، تہائی ۳۳۔۳۳ اور دوتہائی ۶۶۔۶۶ حصے بنتے ہیں۔طریقہ یہ ہے کہ آدھا کرنے کے لئے سو کو ۲ پر چوتھائی کے لئے چار پر، آٹھواں کے لئے آٹھ پر چھٹا کے لئے چھ پر تہائی کے لئے تین پر اور دوتہائی کے لئے ۳ پر تقسیم کرکے دو میں ضرب دی جائے گی۔

بحث: مولانا شوکت علی قاسمی اور اس طریق میں فرق یہ ہے کہ ان کا نظام اعشاری ہے یعنی ایک میں ہر ایک کا حصہ جب کہ ان کا نظام فی صدی کا حصہ، باقی طریقہ ایک جیسا ہے۔

سراجی کے طریقے کے مطابق عول:

صاحب سراجی نے فرمایا ہے کہ کل مخارج سات ہیں۔۲۴، ۱۲، ۸، ۶، ۴، ۳، ۲ ان میں سے چار میں عول نہیں ہوتا باقی تین میں عول ہوتا ہے۔۶ کا عول دس تک جفت بھی ہوتا ہے اور طاق بھی۔۱۲ کا عول ۱۵ تک صرف طاق یعنی ۱۳ اور ۱۵ ہوتا ہے۔اور ۲۴ کا عول صرف ۲۷ آتا ہے۔البتہ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے نزدیک ۲۴ کا عول ۳۱ بھی ہوتا ہے۔اس کی وجہ ان کا محروم کا دوسروں کے لئے حاجب بننے کا قول ہے[۳۳]۔

بحث: عول کے بعد ورثاء کے حصص اس بڑھے ہوئے عدد میں سے دئے جائیں گے مثلاً پہلے چھ میں کسی کا حصہ آدھا تھا تو ۳ حصے ہونگے اب عدد سات، آٹھ، نو یا دس میں ۳ حصے اس کا آدھا نہیں بلکہ حصے کم پڑ جائیں گے یہ کمی تمام ورثاء کی حصص میں یکساں آئے گی۔

مولانا شوکت علی قاسمی کے طریق میں عول کی پہچان اور حل:

ان کے مطابق عول کی پہچان یہ ہے کہ مجموعی حصص ایک سے زیادہ بن جائے۔اس کے حل کا طریقہ یہ ہے:

وارث کا حصہ بعد العول = اصل حصہ قبل العول ÷ مجموعہ حصص۔ یعنی کسی وارث کو عول سے پہلے جو حصہ ملا ہے اس کو تمام حصص کے مجموعے پر تقسیم کریں اس سے عول کے بعد اس کا حصہ آ جائے گا[۳۴]۔

سید شبیر احمد کاکاخیل کے دریافت کردہ طریقے کے مطابق عول کی پہچان اور حل:

جب مجموعہ حصص ۲۴ سے بڑھ جائے تو یہ اس مسئلے میں عول کی نشانی ہے۔ اب عول کے حل کا طریقہ یہ ہے کہ ہر وارث کا حصہ عول کے بعد ۲۴ کے بجائے اس مجموعہ حصص میں لیا جائے گا مثلاً۔ آدھا حصہ ۲۴ میں سے ۱۲ ہوتا ہے لیکن جب عول واقع ہوئی تو اب یہ بارہ حصص اس زائد عدد مثلاً ۲۷ وغیرہ میں سے فرض کیا جائے گا[۳۵]۔

بحث: اس طریق میں عول کی صورت میں کسی مزید عمل کی کوئی ضرورت نہیں اس لئے نہایت آسان ہے۔

مولانا ثمیر الدین کے دریافت کردہ اصول برائے پہچان و حل مسائل عول:

جب مجموعہ حصص ۱۰۰ سے بڑھ جائے تو اس سے پتہ چلے گا کہ مسئلہ میں عول ہوا ہے۔ اس کا حل انہوں نے یہ بتایا ہے کہ جو مجموعہ حصص آ جائے اس کا فی صد لیا جائے گا۔ یعنی مجموعہ حصص ۱۰۰ پر تقسیم کیا جائے تو یہ اس کا فی صد بنے گا۔ اس کے بعد ہر وارث کو ملے ہوئے حصے کو اس مجموعہ حصص کے فی صد پر تقسیم کیا جائے گا تو حصے کم ہو کر مجموعہ ۱۰۰ بن جائیں گے اور یہی ہر وارث کے عول کے بعد حصص ہونگے۔

بحث: عول کا مطلب بھی یہی ہے کہ جتنا مخرج بڑھ چکا ہے اس بڑھے ہوئے حصے کو تمام ورثاء پر اس کو تقسیم کرکے اس کے مطابق ان کے حصے کو کم کیا جائے[۳۶]۔

سراجی کے مطابق رد کا پہچان اور اس کے حل کے لئے اصولوں کا بیان:

سراجی کے مطابق رد کی پہچان یہ ہے کہ ورثاء کے مجموعی حصص مخرج سے کم پڑ جائے۔ رد کے حل کے لئے انہوں نے طویل قواعد بیان کئے ہیں۔ ابتداء میں ذوی الفروض کو دو حصوں میں تقسیم کیا ہے۔ ا جن پر رد نہیں ہوتی۔ اور یہ زوجین ہیں۔ ۲۔ جن پر رد ہوتی ہیں۔ یہ باقی دس ذوی الفروض ہیں۔ اس کے بعد رد کے مسائل کو چار قسموں میں منقسم کیا ہے۔ ا۔ کسی مسئلہ میں صرف وہ ذوی الفروض ہوں جن پر رد ہوتی ہیں اور ان کی ایک قسم ہو۔ مثلاً صرف بیٹیاں ہوں۔ ۲۔ کسی مسئلہ میں وہ ذوی الفروض ہوں جن پر رد ہوتی ہیں اور ان کی متعدد اصناف ہو۔ ۳۔ کسی مسئلے میں ان ذوی الفروض کی ایک جنس ہو جن پر رد ہوتی ہیں اور ان کے ساتھ زوجین میں سے کوئی ہو جن پر رد نہیں ہوتی ہے۔ ۴۔ کسی مسئلہ میں ان ذوی الفروض کی کئی اجناس ہو جن پر رد ہوتی ہے اور ان کے ساتھ زوجین میں سے ایک ہو۔

ان مسائل کے حل کے لئے چار قواعد ذکر کئے ہیں۔ ا۔ جب زوجین نہ ہو اور جن پر رد ہوتی ہیں ان کی ایک جنس ہو تو مخرج ان ورثاء کی تعداد کے مطابق ہوگی[۳۷]۔

۲۔ اگر زوجین نہ ہو اور جن پر رد ہوتی ہیں ان کی کئی اجناس ہو تو مخرج ان کا مجموعہ سہام ہو نگے۔

۳۔ زوجین میں سے ایک ہو اور جن پر رد ہوتی ہیں ان کی ایک جنس ہو تو شوہر یا بیوی کے حصے سے مخرج بنا کر ان کو حصہ دیا جائے گا اس سے جو رہ جائے اگر وہ ان ذوی الفروض کی تعداد کے برابر ہو تو یہی باقی ماندہ ان کو دیا جائے گا۔ اگر باقی ماندہ ان کی تعداد کے برابر نہ ہو تو پھر باقی ماندہ اور ان ذوی الفروض جن پر رد ہوتی ہے کی تعداد میں نسبت دیکھی جائے گی اگر دونوں اعداد ایک دوسرے پر تقسیم نہ ہو سکتی ہو لیکن کوئی تیسرا عدد ان دونوں کو برابر تقسیم کرتا ہو یا ان میں سے چھوٹا عدد بڑے عدد کا جزء ہو تو اس عدد کو مخرج میں ضرب دیا جائے گا جو ان دونوں کی تقسیم سے آجائے یا بڑے عدد کو چھوٹے عدد پر تقسیم کرنے سے آئی ہو۔ اور اگر ان میں تبائن کی نسبت ہو تو جن پر رد ہوتی ہے ان کی کل تعداد کو مخرج میں ضرب دیا جائے گا۔ اس عدد کو ورثاء کے حصوں میں بھی ضرب دیا جائے گا[۳۸]۔

دوسرا قاعدہ: زوجین نہ ہو اور جن پر رد ہوتی ہیں ان کی ایک جنس ہو تو مسئلہ ان ذوی الفروض کے حصوں سے بنایا جائے گا جن پر رد ہوتی ہے۔ مثلاً اگر مسئلے میں دو سدس ہو اور مسئلہ ردیہ ہو تو مخرج دو قرار دیا جائے[۳۹]۔

تیسرا قاعدہ: زوجین میں سے ایک موجود ہو اور جن ذوی الفروض پر رد ہوتی ہے، ان کے کئی اجناس ہو تو زوجین کے حصے سے مسئلہ بنا کر دے اسے دیا جائے گا پھر اگر اس سے باقی ماندہ ان ذوی الفروض کی تعداد کے برابر ہو جن پر رد ہوتی ہے تو ان کو وہی باقی ماندہ دیا جائے گا۔ البتہ اگر باقی ماندہ ان ذوی الفروض کی تعداد کے برابر نہ ہو تو پھر باقی ماندہ اور ان ذوی الفروض کی تعداد میں نسبت دیکھی جائے گی اگر ان میں توافق یا تداخل کی نسبت ہو تو ان ذوی لفروض کی تعداد کے وفق یا دخل تو اس وفق یا دخل کو اس مخرج میں ضرب دیا جائے گا جس سے ابتدائی مسئلہ بنایا گیا تھا اور اگر ان میں تبائن ہو تو ذوی الفروض جن پر رد ہوتی ہے کی کل تعداد کو اصل مخرج میں ضرب دیا جائے گا[۴۰]۔

چوتھا قاعدہ: زوجین میں سے کوئی ایک ہو اور جن ذوی الفروض پر رد ہوتی ہے ان کی کئی اجناس ہوں۔ تو جن پر رد ہوتی ہیں ان کا مسئلہ الگ اور جن پر نہیں ہوتی ان کا الگ بنایا جائے گا۔ پھر اگر جن پر رد نہیں ہوتی ان کو دینے کے بعد باقی ماندہ اور جن پر رد ہوتی ہیں ان کی تعداد میں ایک جیسی ہو تو یہی باقی ماندہ ان کو دیا جائے گا اور یہی باقی ماندہ ہی ان ذوی الفروض کا مخرج قرار دیا جائے گا جن پر رد ہوتی ہے۔ اور اگر دونوں میں تماثل نہ ہو تو پھر ان دونوں مخارج کو آپس میں ضرب دیا جائے گا۔ حاصل ضرب ہی دونوں مسئلوں کا مخرج ہوگا۔ حصص نکالنے کے لئے زوجین کے حصے کو ان ذوی الفروض کے مخرج میں ضرب دیا جائے گا جن پر رد ہوتی ہے۔ اور ان ذوی الفروض کے حصے کو زوجین کے مسئلے کی مخرج میں ضرب دیا جائے گا۔ اس کو حسابی اصول میں معکوس ضرب کہا جاتا ہے[۴۱]۔

بحث: ان قواعد پر نظر کیا جائے تو یہ کافی طویل بھی ہے جس میں وقت کافی لگتا ہے اور ان کو یاد کرنا مشکل بھی ہے یاد ہونے کے بعد بھول جانے کا امکان ہے اور اس کے استعمال میں تھوڑی سی غلطی سے مسئلے کا حل غلط نکلے گا۔ اس کے مقابلے میں مولانا شوکت علی قاسمی اور ملک بشیر احمد کے طریقوں میں اختصار کے ساتھ آسانی بھی ہے ان پر ذیل میں بحث کی جاتی ہے۔

مولانا شوکت علی قاسمی کے دریافت کردہ اصول میراث کے مطابق رد کی پہچان اور حل:

ان کے مطابق رد کی پہچان یہ ہے کہ جب مجموعہ حصص ایک سے کم ہوں تو اس کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ ابھی کچھ حصے باقی ہیں جن کو دوبارہ ان ذوی الفروض پر لوٹانے کی ضرورت ہے جن پر ائمہ کے مطابق رد ہوتی ہیں جو زوجین کے علاوہ باقی دس ذوی الفروض ہیں۔ رد کے مسائل کے حل کے لئے مولانا موصوف نے ان مسائل کو چار قسموں میں منقسم کیا ہے۔

۱۔ مسئلہ میں زوجین نہ ہو اور جن پر رد ہوتی ہے ان کی ایک جنس ہو۔

۲۔ مسئلہ میں زوجین نہ ہو اور جن پر رد ہوتی ہے ان کی کئی اجناس ہو۔

۳۔ مسئلہ میں زوجین میں سے ایک ہو اور جن پر رد ہوتی ہے ان کی ایک جنس ہو۔

۴۔ مسئلہ میں زوجین میں سے ایک ہو اور جن پر رد ہوتی ہے ان کی کئی اجناس ہو۔

ان مسائل کے حل کے لئے مصنف نے صرف دو قاعدے ذکر کئے ہیں۔ ان میں پہلا قاعدہ اس وقت استعمال کیا جائے گا جب مسئلہ میں کوئی شوہر یا بیوی نہ ہو۔ وہ قاعدہ یہ ہے:

وارث کا حصہ بعد الرد: کل حصص کا مجموعہ / حصہ قبل الرد

دوسرا قاعدہ تب استعمال کیا جائے گا جب ورثاء میں شوہر یا بیوی موجود ہو۔ قاعدہ یہ ہے: وارث کا حصہ بعد الرد: جن پر رد ہوتی ہے ان کے کل حصص کا مجموعہ / حصہ قبل الرد × شوہر یا بیوی سے باقی ماندہ حصہ [۴۲]

بحث: سراجی کے طویل اور دقیق اصولوں کے بالمقابل یہ طریقہ نہایت مختصر اور آسان ہے۔

سید شبیر احمد کاکاخیل کے دریافت کردہ طریق کے مطابق رد کے مسائل کی پہچان اور حل:

اس طریق میں چونکہ تمام مسائل کے لئے مخرج ۲۴ ہے اس لئے اگر ورثاء کو ان کے مقررہ حصص دینے کے بعد ان کا مجموعہ ۲۴ سے کم ہے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ اب کچھ حصص مزید باقی ہیں جن کو ان نسبی ذوی الفروض کو دوبارہ ان کے حصص کے تناسب سے دیا جائے گا جن پر رد ہوتی ہے۔ ان مسائل کے حل کے لئے انہوں نے درج ذیل اصول بیان فرمائے ہیں۔

۱۔ اگر ذوی الفروض سببی (شوہر یا بیوی) موجود نہ ہوں تو ذوی الفروض نسبی کے حصص کو برقرار رکھتے ہوئے ان کے مجموعے کو کل سہام مانتے ہوئے مخرج قرار دیا جائے گا اور یہ حصص تمام ذوی الفروض میں برابر تقسیم کریں گے۔

اس کو ہم مخرج کا سکڑنا کہہ سکتے ہیں پہلے مخرج بڑا تھا اب چھوٹا ہونے سے ذوی الفروض کے حصص زیادہ ہو جائیں گے۔

۲۔ اگر مسئلہ میں زوجین میں سے بھی کوئی موجود ہو اور جن پر رد ہوتی ہے وہ بھی موجود ہوں تو پھر:

الف) ذوی الفروض نسبی کے حصوں کا مجموعہ نکال کر اس کو "ن" سے موسوم کریں۔

ب) ذوی الفروض سببی (شوہر یا بیوی) کے حصے کو ۲۴ سے منفی کرکے باقی ماندہ کو "س" سے موسوم کریں۔

ج) اب "ن" کو ذوی الفروض سببی کے حصوں میں اور "س" کو ذوی الفروض نسبی کے سہام میں ضرب دیں۔ تمام حصے رد کے مطابق آ جائیں گے۔

د) کل حصص جو کہ ۲۴ تھے ان کو "ن" سے ضرب دیں تو اس کا حاصل ضرب رد کے بعد کے حصص کے لئے مخرج ہوگا۔

بحث: اس طریق سے رد کے مسائل صرف "ن" اور "س" معلوم کرکے حل کئے جا سکتے ہیں جن میں کوئی مشکل پیش نہیں آئے گی[۴۳]۔

مولانا ثمیر الدین کے مطابق رد کی پہچان اور حل کا طریق کار:

جب مجموعہ حصص ۱۰۰ سے کم ہو جائے تو یہ اس مسئلہ کے ردیہ ہونے کی پہچان ہے۔

اس کے حل کے لئے ان کے طریق کو درج ذیل اصول میں منحصر کیا جا سکتا ہے۔

۱۔ مسئلہ میں جن پر رد ہوتی ہے اس کی ایک جنس ہو۔ تو جو ما بقے ہے اس کو دوبارہ ان پر برابر تقسیم کیا جائے گا۔ مثلاً ایک بیٹی ہو تو سو میں آدھا حصہ دیا جائے گا جو کہ ۵۰ ہے اب باقی ۵۰ بھی ان پر رد کیا جائے گا۔ اس کی کل ۱۰۰ حصص ہو جائیں گے۔ اگر ۲ بیٹیاں ہو تو ان کو سو کی دو تہائی دی جائے گی جو ۶۶۔۶۶ ہے باقی ۳۳۔۳۳ بھی ان دو پر برابر تقسیم کرکے ہر ایک کو ۶۶۔۱۶ حصہ ملے گا اس طرح ایک بیٹی کو بھی ۵۰ ملے گا اور دوسرے کو بھی تو کل ۱۰۰ حصے بن جائیں گے۔

۲۔ مسئلہ میں دونوں قسم کے ذوی الفروض ہو یعنی جن پر رد ہوتی ہے اور جن پر رد نہیں ہوتی۔ تو اس کے لئے طریقہ یہ ہے کہ سب سے پہلے تمام ورثاء کے حصص کو جمع کیا جائے پھر اس مجموعہ کو سو سے منفی کیا جائے۔ پھر جن لوگوں پر رد کرنا ہے ان کے مجموعہ حصص پر اس منفی شدہ حصے کو تقسیم کریں۔ اس سے جو جواب آئے اس میں ان ورثاء کے حصص کو ضرب دیں جن پر رد کرنا ہے۔ اس طرح رد کے بعد ان کے حصص آ جائیں گے[۴۴]۔

سراجی کے مطابق تصحیح کے قواعد:

تصحیح سے پہلے اعداد کے درمیاں نسبت کو پہچاننا ضروری ہے۔ کیونکہ ان نسبتوں پر تصحیح کے قواعد مبنی ہیں۔ اعداد کے درمیان چار قسم کی نسبتوں میں سے کوئی ایک نسبت ہوگی۔

۱۔ تماثل: اس کا مطلب ہے کہ اعداد ایک جیسے ہوں۔ مثلاً۔ تین اور تین، چار اور چار وغیرہ۔

۲۔ تداخل: دو اعداد میں سے بڑا عدد چھوٹے عدد پر پورا تقسیم ہوتا ہو یا چھوٹا عدد بڑے عدد کا جزء ہو یا چھوٹے عدد کو اپنے ساتھ ایک یا کئی دفعہ جمع کیا جائے تو آخر میں بڑا عدد بنتا ہو یا چھوٹے عدد کو بڑے عدد سے ایک یا کئی دفع منفی کیا جائے تو آخر میں چھوٹا عدد ہی حاصل ہو ان اعداد کی آپس میں نسبت کو تداخل کہتے ہیں کیونکہ ان میں سے چھوٹا عدد بڑے عدد کے اندر داخل ہے۔

۳۔ توافق: دو اعداد ایک دوسرے پر تقسیم نہ ہو لیکن ان کے علاوہ کوئی عدد ان دونوں کو برابر تقسیم کرتا ہو۔ اب اگر یہ تقسیم کرنے والا عدد ۲ ہو۔ تو اس نسبت کو توافق بالنصف اگر ۳ ہو تو توافق بالثلث وغیرہ کہتے ہیں۔

۴۔ تبائن: دو اعداد نہ ایک دوسرے پر تقسیم ہو اور نہ کوئی اور عدد ان دونوں کو برابر تقسیم کر سکتا ہو۔ اعداد کے درمیان اس نسبت کو تبائن کہتے ہیں[۴۵]۔

صاحب سراجی نے کسر کو دور کرنے اور ترکہ ورثاء میں برابر تقسیم کرنے کے لئے سات قواعد ذکر کئے ہیں جن میں بعض قواعد کی مثالوں میں اجراء کافی مشکل ہے۔ قواعد اصل میں چھ ذکر کئے ہیں کیونکہ پہلے قاعدے کے مطابق کسر آتا نہیں اس لئے کسی عمل کی ضرورت ہی نہیں۔ ذیل میں ان کا خلاصہ پیش کیا جاتا ہے۔

۱۔ اگر ایک جماعت (مثلا بیٹیوں کی گروہ) پر ان کے حصے برابر تقسیم نہ ہو اور اس گروہ کی تعداد اور ان کو دیئے گئے حصوں میں توافق کی نسبت ہو تو اس گروہ کی تعداد کے وفق کو اصل مخرج یا اگر مسئلے میں عول ہے تو عول اور تمام ورثاء کے حصص میں ضرب دینے سے اس مسئلے کی تصحیح ہو جائے گی اور کوئی کسر باقی نہیں رہے گا[۴۶]۔

۲۔ ایک ہی گروہ پر ان کے حصص برابر تقسیم نہ ہو اور اس گروہ کی تعداد اور اس کو دیئے گئے حصص میں تبائن کی نسبت ہو تو پھر اس گروہ کی تعداد کو اصل مخرج یا اگر مسئلہ عائلہ ہے تو عول اور تمام ورثاء کے حصوں میں ضرب دینے سے اس مسئلے سے کسر دور ہو کر تصحیح ہو جائے گی[۴۷]۔

۳۔ اگر ورثاء کی مختلف گروہوں پر ان کے حصص برابر تقسیم نہ ہو تو ان ورثاء کی تعداد اور ان کو دیئے گئے حصوں میں نسبتیں دیکھی جائے گی۔ اگر ان میں تبائن کی نسبت ہو تو ورثاء کی کل تعدا کو ایک طرف لکھ کر محفوظ کیا جائے گا۔ اگر ان میں توافق یا تداخل ہو تو ان ورثاء کی تعداد کے وفق یا دخل کو ایک طرف لکھ کر محفوظ کیا جائے گا۔ پھر ان محفوظ کردہ اعداد میں ایک کی دوسری کے ساتھ نسبت دیکھی جائے اگر توافق کی نسبت ہے تو ایک عدد کے وفق کو دوسرے عدد کی کل میں ضرب دے کر حاصل ضرب اور تیسرے عدد میں نسبت دیکھی جائے گی اگر ان میں بھی یہ نسبت ہو تو ایک کی وفق کو دوسرے کل عدد میں ضرب دے کر یہ سلسلہ آخری عدد تک جاری رکھا جائے گا پھر مجموعی حاصل ضرب کو اصل مخرج یا

اگر مسئلہ میں عول واقع ہے تو عول میں اور تمام ورثاء کے حصص میں ضرب دینے سے اس مسئلہ کی تصحیح ہو جائے گی[۴۸]۔

۴۔ اگر کسر پہلے کی طرح کئی گروہ پر ہو اور محفوظ کردہ اعداد میں تداخل کی نسبت ہو تو ان میں بڑے عدد کو اصل مخرج یا عول اور تمام ورثاء کے حصص میں ضرب دینے سے اس مسئلہ کی تصحیح ہو گی[۴۹]۔

۵۔ اگر کئی گروہوں پر کسر واقع ہو رہی ہو اور ان کے محفوظ کردہ اعداد میں تبائن کی نسبت ہو تو کسی بھی ایک ایک عدد کو دوسرے میں ضرب دے کر حاصل ضرب اور تیسرے عدد میں نسبت دیکھی جائے گی اگر تبائن ہے تو پھر ایک کو دوسرے میں ضرب دے کر حاصل ضرب اور تیسرے عدد میں نسبت دیکھی جائے گی یہ سلسلہ آخر تک کرنے کے بعد حاصل ضرب کو اصل مخرج اور تمام ورثاء کے حصص میں ضرب دینے سے مسئلے کی تصحیح ہو جائے گی[۵۰]۔

۶۔ اگر کئی گروہوں پر کسر واقع ہو رہی ہو اور ان کے محفوظ کردہ اعداد میں تماثل کی نسبت ہو تو کسی بھی عدد کو اصل مخرج اور تمام ورثاء کے حصص میں ضرب دینے سے مسئلے کی تصحیح ہو جائے گی[۵۱]۔

بحث: یہ قواعد نہایت پیچیدہ اور مشکل ہیں اور اس کو سمجھنا اعداد کے درمیان چار قسم کے نسبتوں (تماثل، توافق، تداخل اور تبائن) کے سمجھنے پر موقوف ہیں۔ اس لئے وقت بھی زیادہ صرف ہوتا ہے۔

مولانا شوکت علی قاسمی کے دریافت کردہ اصول کے مطابق تصحیح:

تصحیح کے قواعد کی ان کے ہاں ضرورت ہی نہیں پڑتی البتہ ورثاء کی اقسام کے اعتبار سے انہوں نے چند قواعد ذکر کئے ہیں جو ذیل میں بیان کئے جاتے ہیں۔ ورثاء کی تین قسمیں ممکن ہے۔

۱۔ صرف ذوی الفروض۔ ۲۔ صرف عصبات۔ ۳۔ ذوی الفروض اور عصبات دونوں۔

پھر جس مسئلہ میں عصبات ہو ان کی دو قسمیں ہوتی ہیں۔

۱۔ وہ عصبات جن کا حصہ ایک جیسا ہوتا ہے۔ ۲۔ وہ عصبات جن میں مذکر کا حصہ مونث کے حصے کا دگنا ہوتا ہے۔

۱۔ اگر کسی مسئلہ میں وہ عصبات ہوں جن کا حصہ ایک جیسا ہو تو ان کے لئے فارمولہ ۱ تقسیم کل عصبات کی تعداد۔ مثلاً اگر ۴ بیٹے ہیں تو ہر ایک کا حصہ ۱ تقسیم ۴ ہو گا۔

۲۔ اگر عصبات میں مختلف قسم ہو جن میں مذکر کو مونث کا دگنا دیا جاتا ہو اس میں مذکر دو مونث کے برابر رکھ کر کل تعداد معلوم کی جائے۔ پھر ۱ تقسیم کل تعداد سے مسئلہ حل ہو گا۔ مثلاً ۲ بھائی اور ۲ بہنیں ہیں تو ۲ بھائی ۴ بہنوں کے برابر ہونگے اسی طرح کل تعداد ۴ جمع ۲ چھ ہو جائے گی۔ تو ہر ایک کا حصہ ۱ تقسیم چھ سے معلوم کیا جائے گا۔

۳۔ اگر مسئلہ میں عصبات اور ذوی الفروض دونوں آجائیں تو درج ذیل اصول اپنائے جائیں گے۔

۱۔ ذوی الفروض کے نیچے ان کے حصے لکھ کر اعشاروں میں ان کا حصہ معلوم کیا جائے۔
۲۔ ذوی الفروض کے تمام حصص کو جمع کرکے اس کو مجموعہ حصص کہے۔
۳۔ مجموعہ حصص اسے منفی کرکے باقی ماندہ اقرب عصبہ کو دیا جائے۔
ترکہ کی تقسیم کے لئے یہ فارمولہ استعمال کیا جائے۔

ترکہ میں وارث کا حصہ: وارث کا اعشاری طریقہ سے حاصل شدہ حصہ × کل ترکہ [52]

سید شبیر احمد کاکاخیل کے دریافت کردہ اصول تصحیح:

جن ورثاء پر کسر واقع ہوتی ہے۔ان کی تعداد کا ذواضعاف اقل معلوم کریں گے۔ پھر اس ذواضعاف اقل کو سارے ورثاء کے سہام میں ضرب دے کر ان کے حاصل کو ان ورثاء کی تعداد پر تقسیم کریں گے تو کسر نہیں آئے گی اور تصحیح ہو جائے گی [۵۳]۔

تصحیح کا اس طریق میں ایک ہی قاعدہ ہے اور وہ بھی نہایت آسان اس لئے اگر اس طریقے کو اپنایا جائے تو بہت سارے الجھنوں سے نجات ملے گی۔

اب ایک مسئلہ ردیہ جس میں تصحیح کی ضرورت بھی ہے اور ایک مسئلہ عائلہ تینوں طریقوں کے مطابق حل کیا جاتا ہے تاکہ تینوں طریقوں کا طریقۂ حل سامنے آجائے۔

مولانا ثمیر الدین کے طریقے میں تصحیح کے اصول:

اس طریقے میں تصحیح کی ضرورت ہی نہیں پڑتی [54]۔

مخرج، عول، رد اور تصحیح کے ایک ہی طرح مسئلے کا چاروں طریقوں سے حل:

1440

40

مسئلہ 8 باقی 7   مسئلہ 6 رد 5

میت--

4 بیویاں	9 بیٹیاں	6 دادیاں
سدس	ثمن	ثلثان
1	4	1
5	28	7
180	1008	252

1000 روپے میں ہر گروہ کا حصہ:

1000 روپے میں 4 بیویوں کا حصہ: 180/1440×1000 = 125 روپے۔

1000 روپے میں 9 بیٹیوں کا حصہ: 1008/1440×1000 = 700 روپے

1000 روپے میں 6 دادیوں کا حصہ: 252/1440×1000 = 175 روپے

1000 روپے میں 1 بیوی کا حصہ: 125/4 = 31.25 روپے

1000 روپے میں 1 بیٹی کا حصہ: 700/9 = 77.77 روپے

1000 روپے میں 1 دادی کا حصہ: 175/6 = 29.16 روپے

اسی مسئلہ ردیہ کو مولانا شوکت علی قاسمی کے اعشاری نظام کی رو سے حل پیش کرتے ہیں:

۴ بیویاں	۹ بیٹیاں	۶ دادیاں
8ا÷1	2÷3	1÷6
.125	.6667	.1667
مجموعہ	جن ذوی الفروض پر رد ہوتی ہے ان کے حصص کا مجموعہ	(.1667+.66۶7)=.8334
مجموعہ حصص 1 سے کم ہیں اس لئے مسئلہ ردیہ ہے	مسئلہ میں بیویاں بھی ہیں اور ان کے علاوہ جن پر رد ہوتی ہیں وہ ذوی الفروض بھی ہیں اس لئے درج ذیل فارمولہ استعمال ہوگا	بیوی سے باقی ماندہ حصہ: 1-.125=.875

وارث کا حصہ بعد الرد: جن پر رد ہوتی ہے ان کے کل حصص کا مجموعہ / حصہ قبل الرد × شوہر یا بیوی سے باقی ماندہ حصہ

بیٹیوں کا رد کے بعد کا حصہ: .667x.875/.834=.700.

بیٹیوں کا رد کے بعد حصہ: .167x.875/.834=.175.

1000 روپے میں 4 بیویوں کا حصہ: .125x1000=125 روپے

1000 روپے میں 9 بیٹیوں کا حصہ: .700x1000=700 روپے

1000 روپے میں 6 دادیوں کا حصہ: .175x1000=175 روپے

فی کس حصہ:

ایک بیوی کا حصہ	ایک بیٹی کا حصہ	ایک دادی کا حصہ
125/4=31.25 روپے	700/9=77.77روپے	175/6=29.16روپے

سید شبیر احمد کاکاخیل کے طریق پر مندرجہ بالا مسئلے کا حل:

ورثاء	4بیویاں	9بیٹیاں	6دادیاں	کل حصص
حصص	3	16	4	23
ن	20=4+16(نسبی ذوی الفروض کے حصص کا مجموعہ)			
س	21=3-24(سببی ذوی الفروض کے حصے کو 24 سے منفی کرنا)			
"ن" کو ذوی الفروض سببی کے حصوں میں اور "س" کو ذوی الفروض نسبی کے سہام میں ضرب دیا	3×20=60	16×21=336	4×21=84	24×20=480
ورثاء کی تعداد کا ذواضعاف اقل	4,9,6=36			
ورثاء کے حصص کو ذواضعاف اقل میں ضرب دیا	60×36=2160	336×36= 12096	84×36= 3024	480×36= 17280
1000روپے میں ہر گروہ کا حصہ	2160×1000/17280=125	12096×1000/17280= 700	3024×1000/17= 280	کل:1000
فی کس حصہ	125/4=31.25	700/9= 77.77	175/6= 29.16	

4 بیویاں	9 بیٹیاں	6 دادیاں	
ثمن	ثلثان	سدس	کل
12.5	66.66	16.66	95.82
100-95.82=4.18 مابقی			
66.66+16.66=83.32			
مابقی کو من یرد علیہم کے مجموعی حصص پر تقسیم کرکے رد کاایک حصہ معلوم کیا	4.18/83.32=.0502		
بیٹیوں اور دادیوں کے رد کے حصص	66.66×.0502=3.344	16.66×0.0502=.836	4.18
رد کے بعد بیٹیوں اور دادیوں کے مجموعی حصص	66.667+3.344=70	16.66+.836=17.5	
100=12.5+70+17.5 تمام ذوی الفروض کے حصص کا مجموعہ			
۴ بیویوں کا حصہ	9 بیٹیوں کا حصہ	6 دادیوں کا حصہ	کل
12.5/100×1000=125	70/100×1000=700	17.5/100×1000=175	1000
ایک بیوی کا حصہ	ایک بیٹی کا حصہ	ایک دادی کا حصہ	
125/4=31.25 روپے	700/9=77.77 روپے	175/6=29.16 روپے	

مذکورہ بالا مسئلہ میں مخارج، تصحیح اور رد کے اصول تینوں طریقوں کے مطابق استعمال ہوئے اور جواب سب کا ایک جیسا آیا۔اس سے معلوم ہوا کہ مآل ایک ہے صرف راستے کا فرق ہے ۔ایک مثال عول کی بھی تین طریقوں سے پیش کیاجاتاہے تاکہ معلوم ہوجائے کہ اس میں بھی جواب ایک ہی ملتاہے۔اس کے لئے مشہور مسئلہ منبریہ ہی لیتے ہیں جس میں سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے منبر پر خطبہ کے دوران پوچھا گیا اور آپ رضی اللہ عنہ نے دوران خطبہ ہی بداہۃً جواب دیا۔کہ اس کا آٹھواں حصہ عول کی وجہ سے نواں حصہ بن گیا۔

مسئلہ 24 عول 27

میت---

بیوی	2 بیٹیاں	باپ	ماں
سدس	سدس	ثمن	ثلثان
3	16	4	4

اگر کل ترکہ 1000 روپے ہو تو

بیوی کا حصہ: 3/27×1000=111.11

بیٹیوں کا حصہ: 16/27×1000=592.59

باپ کا حصہ: 4/27×1000=148.14

ماں کا حصہ: 4/27×1000=148.14

شوکت علی قاسمی کے طریقے کے مطابق حل:

بیوی	۲بیٹیاں	باپ	ماں
1/8=.125	2/3=.6667	1/6=.1667	1/6=.1667
مجموعہ حصص	.167+.167+.667+.125=1.1251		مجموعہ اسے زیادہ ہے اس لئے مسئلہ عائلہ ہے
.125/1.1251== .111 عول کے بعد بیوی کا حصہ:	.667/1.1251=.5925 بیٹیوں کا عول کے بعد حصہ:	.167/1.1251=.1481 باپ کا عول کے بعد حصہ:	.1667/1.1251=. 1481 ماں کا عول کے بعد حصہ
.111×1000=111.11	.5925×1000=592.56	.1481×1000=148.16	.1481×1000=148.16

سید شبیر احمد کاکاخیل کے طریقے کے مطابق حل

بیوی	۲بیٹیاں	باپ	ماں
1/8	2/3	1/6	1/6
3	16	4	4
مجموعہ حصص	3+16+4+4=27		
(3/27)×1000=111.11	(16/27)×1000= 592.59	(4/27)×1000= 148.14	(4/27)×1000= 148.14

مولانا شمیرالدین کے طریقے کے مطابق مندرجہ بالا مسئلہ عائلہ کا حل:

بیوی	۲بیٹیاں	باپ	ماں
1/8=12.5	2/3=66.66	1/6=16.66	1/6=16.66
مجموعہ حصص	16.66+16.66+66.66+12.5=112.48 مجموعہ کی فی صد:112.48/100=1.1248		مجموعہ ۱۰۰ سے زیادہ ہے اس لئے مسئلہ عائلہ ہے
12.5/1.1248=11.11 عول کے بعد بیوی کا حصہ:	66.66/1.1248×= 59.26 بیٹیوں کا عول کے بعد حصہ:	16.66/1.1248=14.81 باپ کا عول کے بعد حصہ:	16.66/1.1248=14 .81 ماں کا عول کے بعد حصہ
11.11/100×1000=111.1 روپے	59.26/100×1000= 592.6 روپے	14.81/100×1000= 148.11 روپے	14.81/100×1000 =148.11 روپے

پس حاصل یہ ہوا کہ ورثاء کے حصص تو اللہ تعالیٰ نے خود مقرر فرمائے ہیں، جن میں تبدیلی وترمیم کا کوئی بھی مجاز نہیں ہے۔ البتہ انہی مقرر شدہ حصص کی صحیح ادائیگی سے متعلق مسائل کے حل کے لئے کوئی مخصوص طریقہ کار وضع نہیں کیا گیا۔ بالفاظ دیگر مقاصد تو متعین ہیں لیکن ان کے حصول کے ذرائع متعین نہیں ہیں، بلکہ یہ معاملہ امت کی عقل سلیم پر اعتماد کرکے، اس کی صلاحیتوں پر چھوڑا ہے۔ یہ اسلام کی آفاقیت کی ایک دلیل بھی ہے اور اس میں امت کے لئے سہولتیں ہیں۔ لہٰذا وقت وتوانائی کی بچت اور غلطی کے امکان کو کم کرنے کی خاطر میراث سے متعلق مسائل کے حل کے لئے اگر جدید ذرائع اور ریاضی کے کلیات سے استفادہ کیا جائے تو اس سے دین کے اصل روح پر ضرب نہیں پڑے گی، بلکہ مقاصد تک رسائی میں آسانی ہو گی۔

حواشی وحوالہ جات

[1] سورۃالنساء ۴:۱۱

[2]سورۃالنساء ۴:۱۲

[3]سورۃالنساء ۴:۱۱

حجب کا لغوی معنی روکنا ہے۔اصطلاح میں کسی خاص وارث کا دوسرے وارث کی وجہ سے کل یا بعض سہام سے محروم ہونا حجب کہلاتا ہے۔کل سہام سے محروم ہونا حجب حرمان اور بعض سہام سے محروم ہونا حجب نقصان کہلاتا ہے۔(جس وارث کے سہام کم یا ختم ہو جاتے ہیں اس کو محجوب اور جس کی وجہ سے کم یا ختم ہو جاتے ہیں اس کو حاجب کہتے ہیں)

[4] الجرجانی، علی بن محمد،التعریفات، باب الحاء،ج۱،ص۱۱۱، دارالکتاب العربی۔بیروت،۱۴۰۵ھ)

[5] سراج الدین، محمد بن محمد بن عبدالرشید،السراجی فی المیراث،ص۴،فاروقی کتب خانہ۔اکوڑہ خٹک، س۔ن

[6] نفس مصدر

[۷]۔ سورۃالنساء : ۱۱

[8]النساء ۴:۱۱ سورۃ

[9] سورۃالنساء ۴:۱۲

[10]سورۃالنساء ۴:۱۱

[11]سورۃالنساء ۴:۱۷۶

[12] سورۃالنساء ۴:۱۱

[13]سورۃالنساء ۴:۱۲

[14]سورۃالنساء ۴:۱۲

[15] سورۃ النساء ۴: ۱۱

[16] سورۃ النساء ۴: ۱۱

[17] سورۃ النساء ۴: ۱۲

[18] سورۃ النساء ۴: ۱۱

[19] سورۃ النساء ۴: ۱۷۶

[20] سورۃ النساء ۴: ۱۱

[21] سورۃ النساء ۴: ۱۲

[22] السراجی فی المیراث، ص۱۹

[23] سنن دار قطنی، ج۵، ص۱۲۰، حدیث نمبر (۴۰۶۳)، موسسۃ الرسالۃ، س۔ن

[24] السراجی فی المیراث، ص۲۷

[25] السراجی فی المیراث، باب مخارج الفروج، ص۱۷

[26] نفس مصدر، ص۱۸

[27] نفس مصدر

[28] نفس مصدر

[29] نفس مصدر

[30] نفس مصدر، ص۱۹

[31] قاسمی، مولانا شوکت علی، اسلام کا قانون وراثت، ص۶۶، ادارہ فرقان۔ صوابی، ۱۴۳۱ھ۔ ۲۰۱۰ء

[32] کاکاخیل، سید شبیر احمد، میراث کا آسان حساب، ص۱۶، ۱۴۲۷ھ

[33] السراجی فی المیراث، ص۱۹-۲۰

[34] اسلام کا قانون وراثت، ص۹۴، ۹۵

[35] میراث کاآسان حساب، ص ۲۳

[36] ثمرۃالمیراث، ص ۶۳

[37] السراجی فی المیراث، ص۲۷

[38] السراجی فی المیراث، ص۲۸

[39] نفس مصدر

[40] نفس مصدر

[41] نفس مصدر، ص۲۹

[42] اسلام کا قانون وراثت، ص۱۰۱

[43] میراث کاآسان حساب، ص۲۹

[44] مولانا، ثمیرالدین، ثمرۃالمیراث، ص۴۰-۴۵، مدرسہ ثمرۃالعلوم-انڈیا، ۲۰۱۱ء

[45] السراجی فی المیراث، ص۲۰،۲۱

[46] السراجی فی المیراث، ص ۲۲

[47] نفس مصدر

[48] نفس مصدر، ص ۲۳

[49] نفس مصدر

[50] نفس مصدر

[51] نفس مصدر، ص ۲۲

[52] اسلام کا قانون وراثت، ص ۲۷-۷۵

[53] میراث کا آسان حساب، ص ۲۳

[54] ثمرۃ المیراث، ص ۸